قرض پر ضامن بننے کی اجرت لینا کیسا؟

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Aqs-2674

تاریخ اجراء: 07 ربیع الاول 1446ھ / 12 ستمبر 2024ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص کو پیسوں کی ضرورت تھی، لیکن اسے کہیں سے قرض مل نہیں رہا تھا؛ میرے ایک جاننے والے سے بات ہوئی ہے، تو وہ میری ضمانت پر قرض دے گا کہ اگر مقروض نے پیسے نہیں دیے تو پھر قرض خواہ کو میں رقم ادا کروں گا۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس قرض لینے والے شخص کی طرف سے ضمانت دوں گا تو کیا اس ضمانت دینے پر میں مقروض سے اجرت لے سکتا ہوں کہ میری ضمانت پر اسے قرض مل رہا ہے، اس پر کچھ اجرت طے کر کے لوں، کیا ایسا کرنا شرعاً جائز ہے؟ سائل: سجاد علی (صدر، کراچی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ نے جس کا ضامن بن کر اسے قرض دلوانا ہے، اس سے ضمانت کے عوض اجرت وغیرہ کچھ بھی نہیں لے سکتے، شرعاً اس طرح کرنا، ناجائز و گناہ ہے۔

مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص کے ذمے لازم ہونے والے مطالبے کو اپنے ذمے بھی لازم کر لینا، کفالت / ضمانت کہلاتا ہے۔ دوسرے کا مطالبہ اپنے ذمے لینے والے شخص کو "کفیل / ضامن" کہا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر کفالت / ضمانت ایک عقدِ تبرع یعنی دوسرے کے ساتھ محض خیر خواہی و بھلائی کرنے والا معاملہ ہے اور اگر اس کے عوض اجرت لی جائے، تو پھر جس کی طرف سے ضمانت دی جا رہی ہے، اس کے ساتھ خیر خواہی کرنے والا پہلو نہیں رہے گا، پھر تو اپنا نفع حاصل کرنا ہو جائے گا، جبکہ یہ شریعت کا مقصد ہی نہیں ہے، **لہٰذا کسی کی طرف سے کفیل / ضامن بننے کی اجرت کے طور پر عوض نہیں لے سکتے، یہاں تک کہ اگر کسی نے اس ضمانت کے عوض اجرت وغیرہ عوض لینے کی شرط لگائی، تو یہ شرط باطل ہے اور کفالت / ضمانت درست ہو جائے گی اور ضامن کو کچھ بھی نہیں ملے**

ہو گا۔

کفالت کی تعریف (Definition) سے متعلق در مختار میں ہے: ”ھی ضم ذمۃ الکفیل الی ذمۃ الاصیل فی المطالبۃ مطلقاً بنفس او بدین او عین کالمغصوب ونحوہ“ ترجمہ: کفیل کے ذمہ کو اصیل کے ذمہ کے ساتھ مطالبے میں ملا دینا، خواہ وہ مطالبہ نفس کا ہو یا دَین یا عین مثلاً مغصوبہ چیز یا اس کی مثل کا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الکفالۃ، جلد 7، صفحہ 589، مطبوعہ کوئٹہ)

کفالت کی بنیادی طور پہ دو قسمیں ہیں، چنانچہ ہدایہ شریف میں ہے: ”الکفالۃ ضربان: کفالۃ بالنفس و کفالۃ بالمال، فالکفالۃ بالنفس جائزۃ والمضمون بھا احضار المکفول بہ۔۔۔ واما الکفالۃ بالمال فجائزۃ معلوماً کان المکفول بہ او مجھولا“ ترجمہ: کفالت کی دو قسمیں ہیں: کفالت بالنفس اور کفالت بالمال، کفالت بالنفس درست ہے اور اس میں مکفول بہ کو حاضر کرنے پر ضمانت دی جاتی ہے اور کفالت بالمال بھی جائز ہے، خواہ مال کی مقدار معلوم ہو یا مجہول۔ (ھدایہ، کتاب الکفالۃ، جلد 3، صفحہ 118 تا 123، مطبوعہ لاھور)

اور کفالت کے عقدِ تبرع ہونے کے بارے میں بدائع الصنائع میں ہے: ”(منھا) العقل ومنھا البلوغ وإنھما من شرائط الانعقاد لھذا التصرف فلا تنعقد کفالۃ الصبي والمجنون **لأنھا عقد تبرع فلا تنعقد ممن لیس من أھل التبرع**“ ترجمہ: کفالت کی شرائط میں سے ہے کفیل کا عاقل بالغ ہونا ہے اور یہ عقدِ کفالت کے منعقد ہونے کے لیے شرط ہیں، لہٰذا نابالغ بچے اور مجنون کی کفالت منعقد نہیں ہو گی، کیونکہ **کفالت عقدِ تبرع ہے، تو ایسے شخص کی طرف سے منعقد نہیں ہو سکتی، جو تبرع کا اہل نہیں ہے۔** (بدائع الصنائع، کتاب الکفالۃ، فصل فی شرائط الکفالۃ، جلد 6، صفحہ 5، مطبوعہ بیروت)

مزید کفالت کے بغیر عوض ہونے سے متعلق الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: ”(ولا تصح إلا ممن یملك التبرع) لأنہ التزام بغیر عوض فکان تبرعا“ ترجمہ: کفالت صحیح نہیں ہوتی، مگر اس شخص کی طرف سے جو تبرع کا مالک ہو، کیونکہ کفالت میں بغیر عوض کے دوسرے کا مطالبہ اپنے ذمہ لینا ہوتا ہے، لہٰذا یہ عقدِ تبرع ہے۔ (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکفالۃ، جلد 2، صفحہ 167، مطبوعہ بیروت)

فتاویٰ خیریہ میں سوال ہوا کہ ”ایک شخص نے دوسرے کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے کفالت پر اجارہ کیا ہے اور اس پر گواہ بھی پیش کیے، تو یہ دعویٰ درست ہے؟ اس کے جواب میں فرمایا: ”لا تصح الدعویٰ ولا الشھادۃ المذکورۃ **لعدم صحۃ الاستئجار علی الکفالۃ اذ ھی تملیک نفع بعوض والکفالۃ ضم ذمۃ**

الی ذمۃ واذا فسدت الدعویٰ فسدت الشھادۃ"ترجمہ: یہ دعویٰ اور مذکورہ شہادت درست نہیں ہے، کیونکہ کفالت پر اجارہ کرنا صحیح نہیں ہے کہ یہ معاوضہ لے کر نفع کا مالک بنا رہا ہے، جبکہ کفالت میں (بغیر عوض) دوسرے کے ذمہ کو اپنے ذمہ کے ساتھ ملا لینا ہوتا ہے اور جب دعویٰ فاسد ہے، تو شہادت بھی فاسد ہوگئی۔(الفتاویٰ الخیریہ، کتاب الاجارہ، جلد2، صفحہ138، مطبوعہ مصر)

ایسا عقد جس میں دوسرے کو بغیر عوض کے کسی چیز کا مالک بنایا جا رہا ہو، اس میں لگائی گئی شرطِ فاسد، باطل ہو جاتی اور عقد جائز رہتا ہے۔ چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے:"ما کان مبادلۃ مال بغیر مال او **کان من التبرعات** لا یبطل بالشروط الفاسدۃ۔۔۔فیبطل الشرط ویصح تصرفہ فیہ ملخصا"ترجمہ: ایسا عقد جس میں مال کا تبادلہ غیرِ مال سے ہو یا جو تبرعات میں سے ہو، وہ فاسد شرطوں سے فاسد نہیں ہوتا، تو شرط باطل ہو جاتی اور اس عقد میں تصرف درست ہوتا ہے۔(تبیین الحقائق، کتاب البیوع، باب المتفرقات، جلد4، صفحہ542، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

کفالت کے بارے میں کنز الدقائق میں ہے:"(وما لا یبطل بالشرط الفاسد القرض، والھبۃ، والشرکۃ، والمضاربۃ، والقضاء، والکفالۃ، والحوالۃ، والوکالۃ"ترجمہ: جو چیزیں شرطِ فاسد سے باطل نہیں ہوتیں، وہ یہ ہیں: قرض، ہبہ، شرکت، مضاربت، قضا، کفالت، حوالہ اور وکالت۔(کنز الدقائق مع تبیین الحقائق، کتاب البیوع، جلد4، صفحہ545، مطبوعہ بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.daruliftaahlesunnat.net
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net